مسلمان مردوں کا اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح پر مرتب اثرات

Impact of Marriage with women of Ahl e Kitaab – an Evaluation of Jurists' Opinions

عبدالوہاب جان الازہری[i] ڈاکٹر اکرام الحق[ii]

Abstract

Islam has emphasized Muslims to be kind and soft with Ahl-e-Kitaab more than other polytheists (Mushrikeen) and allowed them to have meals and Nikaah with women of ahl e Kitaab. Although some conditions are there to have these relations of Muslims with ahl e Kitaab if fulfilled, there is no objection. In the recent era, the women of ahl e Kitaab are not the ideal ahl-e-Kitaab and a part of social destruction along with some other moral unlikeness due to some problems and their attendant circumstances.

The Nikaah of Muslims with women of ahl e Kitaab, in this period, will result negatively impact on the Muslim society in different ways. The negative effects may be upon their children from ahl-e-Kitaab wives, psychological on behalf of their wives and on the Muslim society as well.

In this research paper, we will have an analysis of Nikaah of Muslims with ahl-e-Kitaab women and its effects on the Muslims society in this era, particularly in the light of opininon of Fuqaha of Islam.

***Key words**: Nikah (Marraiage), Muslims, Ahl e Kitab, impact*

i لیکچرار شعبہ عقیدہ و فلسفہ اسلامی، کلیہ اصول الدین، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

ii ویزٹنگ فیکلٹی، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، انٹرنیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد

مرد، عورت کے درمیان نکاح کے حیثیت ایمان کی تکمیل، عفت وآبرو کی حفاظت کا ذریعہ اور حصار امن ہے۔ مولانا مودودیؒ نکاح کی اس حیثیت کو عیاں کر کے لکھتے ہیں:

"عورت ومرد کے درمیان نکاح کا تعلق کوئی شہوانی تعلق نہیں بلکہ وہ ایک گہرا تمدنی، اخلاقی اور قلبی تعلق ہے، مؤمن اور مشرک کے درمیان اگر یہ قلبی تعلق ہو تو جہاں اس امر کا امکان ہے کہ مؤمن شوہر یا بیوی کے اثر سے مشرک شوہر یا بیوی پر اس کے خاندان اور آئندہ نسل پر اسلام کے عقائد اور طرز زندگی کا نقش ثبت ہوگا وہیں اس امر کا بھی امکان ہے کہ مشرک شوہر یا بیوی کے خیالات اور طور اطوار سے نہ صرف مؤمن شوہر یا بیوی بلکہ اس کا خاندان اور دونوں کی نسل تک متاثر ہو جائے گی اور غالب امکان اس امر کا ہے کہ ایسے ازدواج سے اسلام اور کفر وشرک کی ایسی معجون مرکب اس گھر اور اس خاندان میں پرورش پائے گی، جس کو غیر مسلم کتنا ہی پسند کریں مگر اسلام کسی طرح پسند کرنے کے لیے تیار نہیں ہے [1]۔

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ مشرک عورتوں سے مسلمان مرد کا نکاح حرام ہے۔ اور اسی طرح مشرک مردوں سے مسلمانوں عورتوں کا نکاح ناجائز اور حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلاَ تَنكِحُواْ الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ وَلأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلاَ تُنكِحُواْ الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُواْ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُوْلَئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللَّهُ يَدْعُوَ إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ

"اور تم مشرک عورتوں کے ساتھ نکاح مت کرو جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں، اور بیشک مسلمان لونڈی (آزاد) مشرک عورت سے بہتر ہے خواہ وہ تمہیں بھلی ہی لگے، اور (مسلمان عورتوں کا) مشرک مردوں سے بھی نکاح نہ کرو جب تک وہ مسلمان نہ ہو جائیں، اور یقیناً مشرک مرد سے مؤمن غلام بہتر ہے خواہ وہ تمہیں بھلا ہی لگے، وہ (کافر اور مشرک) دوزخ کی طرف بلاتے ہیں، اور اللہ اپنے حکم سے جنت اور مغفرت کی طرف بلاتا ہے، اور اپنی آیتیں لوگوں کے لئے کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں [2]۔"

چنانچہ امام قرطبیؒ لکھتے ہیں:

وأجمعت الأمة على أن المشرك لايطأ المؤمنة بوجه لما في ذلك من الحضاضة على الإسلام [3]

"اس امت کا اس امر پر اجماع ہے مشرک مسلم عورت سے کسی صورت جماع نہیں کر سکتا، کیونکہ اس میں ایک طرح کی اسلام کے خلاف جرات ہے۔"

علامہ کاسانی فرماتے ہیں:

فلا يجوز النكاح المؤمنة الكافر لقوله تعالى: ولا تنكحوا المشركين حتى يؤمنوا، ولأن في نكاح المؤمنة الكافر خوف وقوع المؤمنة في الكفر لأن الزوج يدعوها إلى دينه والنساء في العادات يتبعن الرجال[4]

آیت کی رو سے مؤمن عورت کا کافر مرد سے نکاح قطعاً ناجائز ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس سے مسلمان عورت کا کفر میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے، کیونکہ عموماً مرد، بیوی کو اپنے دین کی طرف دعوت دیتا ہے اور عورت اس کو قبول کر لیتی ہے۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ:

ألا ترى ان المسلمة لا يجوز أن ينكحها النصراني أو اليهودي على حال وهي إن كانت نصرانية تحت نصراني فأسلمت ان الزوج أملك بها ما كانت في عدتها ولو أن نصرانياً ابتدأ نكاح مسلمة كان النكاح باطلاً[5]

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ مسلمان عورت کا یہودی یا عیسائی سے کسی صورت نکاح جائز نہیں ہے۔ اگر کوئی عیسائی عورت عیسائی مرد کے نکاح میں ہو اور عورت مسلمان ہو جائے تو صرف دوران عدت مرد کا بیوی کے ساتھ نکاح رہے گا اگر نصرانی نے مسلمان عورت سے نکاح کیا تو نکاح باطل ہوگا۔

البتہ اہلِ کتاب کی عورتوں کے ساتھ نکاح کا مسئلہ مستثنیٰ ہے۔ اس استثناء کی بنیاد اللہ تعالیٰ کا فرمان سورۃ مائدہ آیت نمبر پانچ سے ہے۔

اہلِ کتاب عورتوں سے مسلمان مردوں کے نکاح کے مسئلہ میں دلائل

قرآن کریم

جمہور اہل علم کے نزدیک اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ **اللہ تعالیٰ کا فرمان:**

الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُواْ الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُواْ الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ وَلاَ مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ

آج تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئیں، اور ان لوگوں کا ذبیحہ جنہیں کتاب دی گئی تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال ہے، اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور ان لوگوں میں سے پاک دامن عورتیں جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی جب کہ تم انہیں ان کے مَہر ادا کر دو، (مگر شرط) یہ کہ تم (انہیں) قیدِ نکاح میں لانے والے بنو نہ کہ اِعلانیہ بدکاری کرنے والے اور نہ خفیہ آشنائی کرنے والے، اور جو شخص َحکامِ الٰہی پر ایمان (لانے) سے انکار کرے تو اس کا سارا عمل برباد ہو گیا اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

امام ابن جریر طبریؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وأولى هذه الأقوال بتأويل ماقاله قتادة من الله تعالى ذكره عني بقوله ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمن من لم يكن من أهل الكتاب من المشركات والآية عام ظاهرها خاص باطنها لم ينسخ منها شيء وإن نساء أهل الكتاب غير داخلات فيها وذلك أن الله تعالى ذكره أحل بقوله والمحصنات من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم للؤمنين من نكاح محصناتهن مثل الذي أباح لهم من نساء المؤمنات[6]

"اور سب سے راجح قول حضرت قتادہ کا ہے کہ "ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمن" سے باری تعالیٰ کی مراد اہل کتاب کے علاوہ مشرک عورتیں ہیں۔ آیت مبارکہ کے الفاظ اگرچہ عام ہیں تاہم حکم کے اعتبار سے خاص ہے۔ اور آیت مبارکہ منسوخ نہیں ہے اور اس حرمت میں اہل کتاب عورتیں شامل نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے "والمحصنات من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم" کے الفاظ کے ذریعے مؤمن مردوں کے لیے اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں سے نکاح کو حلال قرار دیا ہے جیسا کہ مسلمان خواتین سے نکاح کو حلال قرار دیا ہے۔"

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

هذا تحريم من الله عزوجل على المؤمنين أن يتزوجوا المشركات من عبدة الأوثان ثم إن كان عمومها مراداً وأنه يدخل فيها كل مشركة من كتابية ووثنية فقد خص من ذلك نساء أهل الكتاب بقوله والمحصنات من المؤمنات من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم إذا آتيتموهن أجورهن محصنين غير مسافحين ولا متخذي أخدان[7]

"اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے مؤمنین کا بت پرست مشرک عورتوں سے نکاح حرام ہے پھر اگر اس آیت کو اس کے عموم پر محمول کریں تو کتابی اور بت پرست دونوں طرح کی

مشرک عورتوں سے نکاح حرام ہونا چاہیے لیکن "والمحصنات من المؤمنات والمحصنات من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم إذا آتيتموهن أجورهن محصنين غير مسافحين ولا متخذي أخدان" کے الفاظ سے اس عموم کے اندر تخصیص کر دی گئی ہے۔"

در حقیقت اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں کو اجازت دی ہے کہ وہ چاہیں تو اہل کتاب کی پاک دامن عورتوں سے نکاح کر لیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والمحصنات من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم إذا آتيتموهن أجورهن[8]

"اہل کتاب کی پاکدامن عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں بشرطیکہ تم ان کو ان کے مہر دے دو)۔"

یہ آیت سورۃ البقرہ کی آیت:

ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمن ولأمة مؤمنة من مشركة[9]

"تم مشرک عورتوں سے ہر گز نکاح نہ کرنا جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔ اور ایک مؤمن لونڈی مشرک شریف زادی سے بہتر ہے) کے لیے مخصص ہے۔"

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں:

وقد تزوج جماعة من الصحابة من النساء النصارى ولم يروا بذلك بأساً أخذا بهذه الآية الكريمة: والمحصنات من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم، فجعلوا هذه مخصصة للآية التي في البقرة ولا تنكحوا المشركات حتى يؤمن[10]

"اور چند صحابہ کرامؓ نے قرآن مجید کی آیت "والمحصنات من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم" سے استدلال کرتے ہوئے عیسائی عورتوں سے نکاح کیے تھے۔ ان حضرات نے البقرہ کی آیت میں المائدہ کی آیت سے تخصیص کی تھی۔"

سورۃ البقرہ کی آیت میں مشرکوں سے نکاح کی ممانعت جس طرح مسلمان عورتوں کے لیے ہے اسی طرح مسلمان مردوں کے لیے بھی ہے لیکن چونکہ مسلمان مردوں کے لیے سورۃ المائدہ میں ممانعت کے بعد رخصت آچکی ہے جبکہ مسلمان خواتین کے لیے ایسی کوئی رخصت نہیں آئی ہے اس لیے یہ رخصت نہیں آئی ہے اس لیے یہ رخصت صرف مسلمان مردوں ہی کو حاصل ہو گی نہ کہ خواتین کو۔ اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ مسلمان مرد کے لیے تو اہل کتاب کی پاکدامن عورتوں سے نکاح جائز ہے لیکن مسلمان عورت کا کسی " پاکدامن کتابی یا کافر سے نکاح جائز نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے آخری سورت جو نازل ہوئی وہ سورت مائدہ ہے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ ہجرت کے بعد مدینہ میں سب سے پہلے سورت البقرہ نازل ہوئی اور سورت ممتحنہ، فتح مکہ سے پہلے، تو سورت مائدہ سورۃ ناسخہ ہے، منسوخہ نہیں ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ ارشاد فرمایا کہ سورت مائدہ آخری سورت ہے جو نازل ہوئی اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانو[11]۔

احادیث

1. عن جابر رضي الله عنهما قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تتزوج نساء أهل الكتاب ولا يتزوجون نسائنا[12]
2. "حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں مگر وہ ہماری عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے۔"
3. عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال خطب أبو طلحة أم سليم فقال والله ما مثلك يا أبا طلحة يرد ولكنك رجل كافر وأنا امرأة مسلمة ولا يحل لي أن تزوجك فإن تسلم فذلك مهري ولا أسألك غيره فأسلم فكان ذلك مهرها[13]
4. "حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ ابو طلحہؓ نے ام سلیم کو پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا: ابو طلحہ! تم جیسے آدمی کا پیغام رد تو نہیں کیا جا سکتا مگر تم ایک کافر مرد ہو اور میں مسلمان عورت ہوں۔ میرے لیے تم سے شادی کرنا ممکن نہیں ہے، البتہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو یہی میرا مہر ہو گا اور اس کے سوا میں تم سے کچھ نہ مانگوں گی، چنانچہ یہ ان کا مہر ہوا۔"
5. عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه: يتزوج المسلم النصرانية ولا يتزوج النصراني المسلمة[14]
6. "حضرت عمر فرماتے ہیں کہ مسلمان مرد تو نصرانی عورت سے نکاح کر سکتا ہے مگر نصرانی مرد مسلمان عورت سے شادی نہیں کر سکتا۔"
7. عن أبي الزبير أنه سمع جابر بن عبدالله رضي الله عنهما يسأل عن نكاح المسلم اليهودية والنصرانية فقال تزوجناهن زمن الفتح بالكوفة مع سعد بن أبي وقاص ونحن لانكاد نجد المسلمات كثيراً فلما رجعنا طلقناهن وقال لا يرثن مسلماً ولا يرثهن ونساؤهن لنا حل ونساؤنا عليهم حرام[15]
8. "ابو زبیر سے مروی ہے کہ انہوں نے جابر بن عبداللہؓ سے سنا، ان سے پوچھا گیا کہ کیا مسلمان، یہودی یا عیسائی عورت سے نکاح کر سکتا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہم نے فتح کوفہ کے موقع پر سعد بن ابی وقاص کی موجودگی میں ان سے نکاح کیے تھے، اس لیے کہ وہاں مسلمان

عورتوں کا زیادہ تعداد میں ملنا بہت مشکل ہو گیا تھا۔ جب ہم واپس آئے تو ہم نے انہیں طلاقیں دے دیں۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ نہ یہودی اور عیسائی بیویاں اپنے مسلمان شوہروں کی وارث بن سکتی ہیں اور نہ ان کے مسلمان شوہر ان کے وارث بن سکتے ہیں۔ ان کی عورتیں ہمارے لیے حلال ہیں مگر ہماری عورتیں ان کے لیے حرام ہیں۔"

شرائط

شریعت نے اہل کتاب کی عورتوں سے شادی کے لیے مندرجہ ذیل شرائط لازمی قرار دی ہیں۔

1. پاک دامنی

اہل کتاب کی جس عورت سے شادی مطلوب ہو وہ عورت پاکدامن ہو۔ آیت کریمہ میں والمحصنات من الذين أوتوا الكتاب کی شرط واضح طور پر بیان کی گئی ہے۔ پاکدامنی سے مراد زنا سے پاک ہو اور بعض آزادی (حریت) بھی شرط میں لکھا ہے۔

ابن کثیر محصنہ سے مراد العفيفات عن الزنا یعنی زنا سے پاک ہو، مراد لیتے ہیں[16]۔

محصنہ کی تفسیر پاکدامنی کرنے والے حضرات میں حضرت شعبی رحمہ اللہ بھی ہیں، فرماتے ہیں:

احصان اليهودية والنصرانية أن تغتسل من الجنابة وأن تحصن فرجها[17]

"یہودی اور نصرانی عورت کی پاکدامنی یہ ہے کہ وہ جنابت کے بعد غسل کرے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے۔"

اور آج کل اکثر اہل کتاب کی عورتوں میں یہ شرط مفقود ہے۔

2. کتابیہ ہو

وہ عورت واقعی اہل کتاب میں سے ہو، اللہ تعالیٰ پر، آسمانی ادیان اور کتب پر ایمان رکھتی ہو۔ رسالت اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو، وہ ملحدہ یا اپنے دین سے مرتدہ نہ ہو۔

محض نام کا اہل کتاب نہ ہو، جیسا کہ موجودہ دور کے یہود و نصاریٰ، اہل کتاب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر کتاب سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہے بلکہ وہ تو اپنے دین سے بے زار اور باغی ہیں، ایسی صورت میں انہیں اہل کتاب میں شمار کرنا محل نظر ہے۔

رہا مسئلہ کہ اہل کتاب (یہود ونصاری) کفار ومشرکین کے زمرے میں شامل ہیں یا نہیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بھی کفار ومشرکین میں سے ہیں ارشاد باری تعالی ہے:

"وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللّهِ وَقَالَتْ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِؤُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُواْ مِن قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ اتَّخَذُواْ أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَاباً مِّن دُونِ اللّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُواْ إِلاَّ لِيَعْبُدُواْ إِلَهاً وَاحِداً لاَّ إِلَهَ إِلاَّ هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ[18]

"یہود کہتے ہیں عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصرانی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے' یہ قول صرف ان کے منہ کی بات ہے 'اگلے منکروں کی بات کی یہ بھی نقل کرنے لگے 'اللہ انہیں غارت کرے وہ کیسے پلٹائے جاتے ہیں 'ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔"

سوال یہ ہے کہ اگر اہل کتاب کفار و مشرکین میں سے ہے تو پھر ان کی عورتوں سے نکاح کیوں کر جائز ہے؟ جبکہ اللہ تعالی نے مشرکہ عورتوں سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے ارشاد باری تعالی ہے:

وَلاَ تَنكِحُواْ الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ وَلأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُم[19]

"اور شرک کرنے والی عورتوں سے تاوقتیکہ وہ ایمان نہ لائیں تم نکاح میں نہ کرو 'ایمان والی لونڈی بھی شرک کرنے والی آزاد عورت سے بہت بہتر ہے۔"

آیت کریمہ میں مشرکہ کی دو تفسیر ہیں:

1- عام مشرکہ عورتیں مراد ہیں' یہ اکثر مفسرین کا قول ہے (اس میں اہل کتاب بھی شامل ہے

2- بت پرست عورتیں مراد ہیں۔ (یہ قول سعید بن جبیر، نخعی اور قتادہ رحمہم اللہ کا ہے۔

پہلے قول کی صورت میں سورۂ توبہ کی آیت کریمہ کے عموم سے اہل کتاب کی عورتوں کو چند شرائط کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے۔ (عام مخصوص منہ البعض کا قاعدہ قرآن وحدیث کے اندر موجود ہے) دوسرے قول کے اعتبار سے دونوں آیتوں میں الگ الگ مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مشرکہ عورتوں سے شادی کرنا ناجائز ہے جبکہ اہل کتاب کی عورتوں سے قرآن میں مذکور شرائط کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے' جن علماء نے کتابیہ سے نکاح کو ناجائز قرار دیا ہے (میرے علم میں انہوں نے مطلقاً نہیں کہا ہے) بلکہ اہل کتاب کی حالات کے پیش نظر ناجائز قرار دیا ہے' جس طرح عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مصلحتاً اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کو ناپسند کیا ہے[20]۔

3. حربیہ نہ ہو

اکثر فقہاء نے ذمیہ اہل کتاب عورت سے نکاح کی اجازت دی ہے۔ مگر حربی کتابیہ سے نکاح منع ہے۔ اگرچہ آیت میں صرف اہل کتاب کا مطلق ذکر ہے حربیہ یا ذمیہ کا ذکر نہیں، لیکن فقہاء نے دارالحرب میں مسلمانوں کی حالتِ زار اور مغلوبیت کو دیکھ کر یہ فتویٰ دیا ہے کہ دارالحرب میں حربی کتابیہ سے نکاح ممنوع ہے۔ چونکہ دار الاسلام میں اسلام کا غلبہ ہوتا ہے اور شعائر اسلام کی حفاظت ہوتی ہے۔ لہٰذا وہاں کی کتابیہ عورتیں اپنے شوہر کے دین کو آسانی سے قبول کریں گی۔ بخلاف دار الحرب کے اس کے بارے میں فقہانے مندرجہ ذیل دلائل دیئے ہیں:

1. قرطبیؒ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ کیا کتابیہ حربیہ عورت سے نکاح کیا جاسکتا ہے؟ تو آپؓ نے حرام فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تلاوت کی کہ:

> قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَن يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ[21]
>
> "جو اہل کتاب میں سے خدا پر ایمان نہیں لاتے اور نہ روز آخرت پر (یقین رکھتے ہیں) اور نہ ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہیں جو خدا اور اس کے رسول نے حرام کی ہیں اور نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں ان سے جنگ کرو یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں۔"

اور یہ فرمایا کہ اگر وہ جزیہ دیں تو ان کی عورتیں ہمارے لیے حلال ہیں۔ اور اگر نہ دیں تو ہمارے لیے حلال نہیں ہیں۔

2. امام مالکؒ نے حربی کتابیہ سے نکاح کو مکروہ قرار دیا[22]۔
3. فقہاء حنفیہؒ میں سے بعض نے دار الحرب میں کتابی عورت سے نکاح کو مکروہ تحریمی اور بعض نے مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے۔ ابن عابدین رحمہ اللہ کراہت تحریمی کے اقوال کو ترجیح دیتے ہیں[23]۔
4. شوافع میں امام نووی رحمہ اللہ بھی دار الحرب کتابیہ سے نکاح کو مکروہ قرار دیتے ہیں[24]۔
5. حنبلی مذہب کے ترجمان ابن قدامہ بھی مکروہ قرار دیتے ہیں[25]۔
6. ابن القیمؒ نے احکام اہل ذمہ میں امام احمد کے کراہت کے اقوال ذکر کیے ہیں[26]۔

الغرض مندرجہ بالا اقوال سے کتابی عورت سے نکاح کے لیے یہ شرائط اخذ کی جاسکتی ہیں:

1- یہ تاکید کرنا کہ وہ عورت واقعی اہل کتاب سے ہو۔
2- پاکدامن ہو
3- وہ عورت حربیہ نہ ہو
4- اس عورت سے جو بچے پیدا ہوں ان کے مستقبل میں دین اسلام پر برقرار رہنے کا یقین جازم ہو۔
5- جس عورت سے شادی مطلوب ہو اس کے اسلام میں داخل ہونے کی امید ہو
6- شادی کرنے والا مسلمان راسخ العقیدہ شخص ہو

حکمتیں

اہل کتاب عورتوں کے ساتھ نکاح کی اجازت اور اہل کتاب مردوں کے ساتھ مسلمان عورتوں کی ممانعت میں حکمتیں:

1- اہل کتاب عورتوں کے ساتھ نکاح کی وجہ شاید اس کی اسلام قبول کرنے کا ایک ذریعہ بن جائے۔اور اہل کتاب کو مسلمانوں کے قریب لائے۔
2- جب مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر اور ان پر نازل ہونے والی کتابوں پر ایمان لایا تو اللہ تعالیٰ نے اس ایمان کی بدولت ان پر احسان کیا اور یہ نکاح ان پر فضیلت کی ایک دلیل ہے۔
3- جب اہل کتاب نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان پر نازل کی گئی کتاب قرآن مجید پر ایمان نہیں لایا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلمان عورتوں کو حرام کردیا۔اگر وہ ایمان لائے تو ان پر مسلمانوں کے مال اور عورتیں جائز ہوجاتی ہیں۔
4- چونکہ مسلمان اپنے پیغمبر کے ساتھ ساتھ سابقہ تمام انبیاء کرامؑ پر بھی ایمان رکھتا ہے اور ان کو اسی تقدس واحترام کی نظر سے دیکھتا ہے جس احترام کی نظر سے وہ پیغمبر اسلام کو دیکھتا ہے اس لیے مسلمان مرد کی جانب سے کتابی بیوی کے جذبات مجروح ہونے کا کوئی امکان نہیں، جبکہ اہل کتاب سے اس قسم کے تقدس واحترام کی توقع رکھنا عبث ہے اور آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی بعثت سے لے کر آج تک کسی تعطّل کے بغیر یہود و نصاریٰ کا مبنی بر غیظ و غضب رویہ اس کا بین ثبوت ہے۔

5- مرد کو گھر کے اندر قوامیت حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنی اس قوامیت کی بدولت نہ صرف عائلی امور میں غالب رہتا ہے بلکہ مذہب کے معاملے میں بھی وہ بیوی بچوں پر اپنی رائے کو آسانی سے مسلط کر سکتا ہے جبکہ خاتون صنف نازک ہونے اور دوسروں کی آراء سے جلد متاثر ہو جانے کی بنا پر ایسا کردار ادا کرنے سے عموماً قاصر رہتی ہے۔

6- اگر ایک مسلمان عورت کے نکاح کو اہل کتاب مردوں کے ساتھ جائز قرار دے دیا جائے تو اس کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہ نکلے گا کہ ایک مسلمان خاتون کا بطن کسی غیر مسلم کی نسل میں اضافے کے لیے استعمال ہوتا رہے گا۔

7- مفتی محمد شفیعؒ اس مسئلے کے بارے میں رقمطراز ہیں:

" قابل غور بات یہ ہے کہ جب اہل کتاب کا اختلاف ہلکا قرار دے کر ان کی عورتوں سے نکاح مسلمان کا جائز ہوا تو اس کے برعکس مسلمان عورتوں کا نکاح بھی غیر مسلم اہل کتاب سے جائز ہونا چاہیے، مگر غور کرنے سے فرق واضح ہو جاتا ہے کہ عورت کچھ فطرۃً ضعیف ہے اور پھر شوہر اس پر حاکم اور نگران بنایا گیا ہے، اس کے عقائد و نظریات سے عورت کا متاثر ہو جانا مستبعد نہیں اس لیے اگر مسلمان عورت غیر مسلم کتابی کے نکاح میں رہے تو اس کے عقائد کے خراب ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے۔ بخلاف اس کے کہ غیر مسلم کتابی عورت مسلمان کے نکاح میں رہے تو اس کے خیالات کا اثر شوہر پر پڑنا اصولاً مستبعد ہے۔ کوئی بے اصولی اور افراط کا شکار ہو جائے یہ اس کا اپنا قصور ہے[27]۔

منفی اثرات

1- جب ہم اجازت والی آیت کریمہ پر غور کریں تو آیت کے آخری حصہ میں ارشاد ربانی ہے:

ومن يكفر بالإيمان فقط حبط عمله وهو في الآخرة من الخاسرين

"اور جو ایمان کے ساتھ کفر کرے اس کے عمل برباد ہوگئے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔"

اس سے یہ تنبیہ مقصود ہے کہ اگر ایسی عورت سے نکاح کرنے میں ایمان کے ضیاع کا اندیشہ ہو تو بہت ہی خسارے کا سودا ہوگا، اور آج کل کی اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح میں ایمان

کو جو شدید خطرات لاحق ہوتے ہیں وہ محتاج بیان نہیں، یہ بات ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ ایمان کا بچانا فرض ہے، لہٰذا ایک جائز کام کے لیے فرض کو خطرے میں نہیں ڈالا جا سکتا، اس لیے اس کا جواز بھی اس وقت تک ناقابل عمل رہے گا جب تک کہ مذکورہ شرائط نہ پائی جائیں۔

2- ایک مباح عمل اس وقت تک قابل عمل رہتا ہے جب تک اس عمل سے ضرر لاحق نہ ہو۔ اور جب ضرر بڑھتا جاتا ہے تو وہ حرمت کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے حدیث میں "لا ضرر ولا ضرار" نہ نقصان دینا ہے اور نہ نقصان اُٹھانا ہے[28]۔

اب ہم اگر دیکھیں تو کتابی عورت سے شادی سے جو مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں ان میں سے عظیم ضرر "اجتماعی ضرر" ہے۔ اور وہ ہے مسلم سوسائٹی کی عورتوں اور خصوصاً جہاں پر مسلمان اقلیت میں ہوں، کی عورتوں کے حوالے سے، یعنی عورتوں کی بہتات ہے اور اگر مسلمان عورت کو چھوڑ کر غیر مسلم عورتوں سے شادی کرے تو مسلم عورتوں کے مستقبل پر ایک سوالیہ نشان لگے گا۔ کہ:

- یا تو مسلم عورت کا غیر مسلم مرد سے نکاح ہو گا۔ تو یہ اسلام میں باطل ہے۔
- اگر اس طرح بغیر شادی کے چھوڑے جائیں تو مسلمان عورتوں میں بے راہ روی کا شدید امکان ہو گا جو کہ معاشرے کے بگاڑ کا ایک سبب ہو گا۔
- اور اگر وہ راسخ العقیدہ اور متقی عورتیں ہوں تو وہ دائمی احساس محرومی کا شکار ہوں گی اور زندگی کے لطف اور ازدواجی زندگی سے ہمیشہ سے محروم رہیں گی جس سے ان کے اندر جسمانی اور نفسیاتی بیماریاں بڑھنے کا خدشہ ہوتا ہے۔

اس وجہ سے جب صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حذیفہ بن یمان نے مدائن میں ایک کتابی عورت سے شادی کی اور جب امیر المؤمنین، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو اس کو خط لکھا اور فوراً جدائی کے بارے میں حکم دیا۔ آپؓ نے پوچھا کہ کیا کتابیہ سے نکاح حرام ہے؟ آپ امیر المؤمنین نے دوبارہ خط لکھا اور اس شادی کے منفی اثرات سے خبردار کیا کہ

> "سارے مسلمان آپ کی اقتدا کریں گے اور مسلمان عورتوں کو چھوڑ کر اہل ذمہ کی خوبصورت عورتوں سے شادی کریں گے تو یہ بات مسلمان عورتوں کو فتنہ میں ڈالنے

کے لیے کافی ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ مجھے خدشہ ہے کہ کتابی عورت سے شادی سے بے راہ روی کے دروازے کھلیں گے[29]۔"

4. اگر کتابیہ عورت سے شادی کر ہی لی تو مسلمان اپنے سسرال اہل کتاب کی دین کے معاملے میں تناؤ کا شکار ہوگا اور اگر بیوی اپنے مذہب پر کاربند ہو تو اس کا گرجا گھر آنا جانا اور صلیب لٹکانا اور اپنے دیگر مذہبی شعائر کا بچوں پر اثر ہوگا اور ماں کے مذہب کو آسانی سے قبول کریں گے جس سے ملتِ کافرہ میں اضافت اور مسلمانوں کی سوادِ اعظم میں قلّت کا سبب ہوگا۔

اور ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

زواجُ النَّصَارى　قبحُهُ　متزايدٌ　يؤدِي إلى كُفرِ البنينَ مؤكَّدا
وقد يكفر الزوج اتباعاً لزوجهِ فيدخلَ في نارِ الجَحيمِ مخلَّدا
عليكَ بذاتِ الدين إن كنتَ راغباً زواجاً صحيحاً تبدُ فيه مسدَّدا
وذَرْ عنكَ أهلَ الكفر واحذرْ زواجهمُ فشَر هموا يبدوا كثيراً مُندَّدا

مقاصد شریعت میں نسل کی حفاظت بھی ایک ہدف ہوتا ہے لیکن کتابی عورت سے شادی میں اس مقصد سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔

اسی طرح ازدواجی زندگی میں حیض اور نفاس کے احکامات کی حفاظت کے فقدان، حیض کے دوران جماع کی طلب اور حیض سے غسل اور غسل جنابت نہ کرنا، جو ذہنی اور جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہونے کا ایک ذریعہ ہوگا۔

اسی طرح کتابیہ کے لباس اور پردہ پر بھی مختلف سوالات اٹھ سکتے ہیں جو کہ کسی اسلامی معاشرے کے بگاڑ کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ ہے۔

لہٰذا شادی سے پہلے اگر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی پر عمل ہو جائے تو تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔ ارشاد ہے:

"تنكح المرأة لأربع لمالها ولحسبها ولجمالها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يداك[30]

"چار وجوہ سے عورت کے ساتھ نکاح کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب ونسب کی وجہ سے، اس کے جمال کی وجہ سے، اور اس کے دین کی وجہ سے۔ دین والی کو ترجیح دو تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔ (یہ جملہ کبھی تعجب اور کبھی تنبیہ وغیرہ کے لئے بولا جاتا ہے یعنی تجھے تو دین دار عورت حاصل کرنا چاہئے یا ناکام نہیں ہوں گے۔"

حواشی وحوالہ جات

1 مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن ۱: ۴۷۷، لاہور، ۲۰۰۵ء

2 سورۃ المائدہ ۵: ۵

3 قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن ۳: ۶۷، مؤسسہ الرسالہ، ۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء

4 کاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۵: ۴۵۶، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ

5 مالک بن انس، المدونۃ الکبری ۶: ۹۴ مطبع وسن اشاعت نامعلوم

6 طبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن ۴: ۳۶۵، طبع اول، مصر، المطبعہ المیمنیہ، ۱۴۲۰ھ/ ۲۰۰۰ء

7 ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم ۳: ۴۲، اکوڑہ خٹک، صدیقیہ کتب خانہ، ۱۹۹۵ء

8 سورۃ المائدہ ۵: ۵

9 سورۃ البقرہ ۲: ۲۱

10 تفسیر القرآن العظیم ۳: ۴۲

11 المناوی، عبدالرؤف، الفتح السماوی ۲: ۵۵۲، دار العاصمہ، ریاض (س۔ن)

12 تفسیر القرآن العظیم ۸: ۹۳

13 الجامع لاحکام القرآن ۹: ۱۳۹

14 ابن حجر، احمد بن علی، فتح الباری شرح صحیح البخاری ۱۴: ۳۰۰، دار الطیبہ، ۲۰۰۵ء

15 آلوسی، شہاب الدین، روح المعانی ۵: ۱۴۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ

16 تفسیر القرآن العظیم ۳: ۵۵

17 احکام القرآن ۲: ۳۲۴

18 سورہ توبہ ۹: ۳۰-۳۱

19 سورہ بقرہ ۲۲۱:۲

20 دیکھئے تفسیر ابن کثیر سورہ بقرہ ۲: ۲۲۱

21 سورۃ التوبہ ۹:۲۹

22 الجامع لاحکام القرآن ۳: ۶۹۔۔۔الشرح الصغیر ۲: ۴۲۰

23 ابن عابدین، حاشیہ رد المختار علی الدر المختار ۳: ۴۵، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء

24 المنہاج ۲: ۱۸۷

25 المغنی ۹: ۲۹۲- ۲۹۳

26 احکام اہل ذمہ ۲: ۴۲۰

27 مفتی شفیع، محمد، معارف القرآن، تفسیر سورۃ المائدہ، کراچی، مکتبہ معارف القرآن (س۔ن)

28 ابن ماجہ، أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، حدیث (۲۳۴۱) دار احیاء الکتب العربی (س۔ن)

29 امام محمد، الآثار، بیہقی ۷: ۱۷۲

30 امام بخاری، أبو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب والشمس تجري لمستقر لها ذلك تقدير العزيز العليم حدیث (۴۸۰۲) دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲ھ